www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر فتحي العبيدي
مترجم: قاری محمد صفدر☆

جمع قراءات کا مفہوم، ارتقاء اور شرعی حیثیت

قرآن مجید کے منزل من اللہ سات حروف چونکہ قرآن مجید ہی کا حصہ ہیں چنانچہ ان کی تلاوت نماز میں ہو یا غیر نماز میں، انفرادی سطح پر ہو یا کسی اجتماعی محفل میں، ایک قراءت کے ساتھ ہو یا مختلف قراءات کو جمع کرکے (بغیر خلط کے)، سلف صالحین سے کوئی باقاعدہ عمل ثابت ہو یا نہیں یہ تمام اُمور اُصولی طور پر جائز اور مباح ہیں۔ مثلاً خیر القرون میں محافل قراءات کا انعقاد اجتماعی سطح پر بالعموم نہیں ہوتا تھا یا کسی ایک مجلس میں مختلف قراءات اکٹھا کرکے پڑھنے کا رواج موجود نہیں تھا، لیکن یہ چیزیں عمومی اعتبار سے حفاظتِ قرآن اور قرآن وعلوم قرآن کی آگے منتقلی میں معاون ثابت ہوتی ہیں اور کتاب وسنت یا خیر القرون سے اس کا کوئی تعارُض بھی نہیں، چنانچہ علمائے اُصول اس قسم کے معاملات کو 'مصالح مرسلۃ' کے نام سے محمود شمار کرتے ہیں اس ضمن میں 'جمع قرآن صدیقی وعثمانی' کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔ ایک مجلس میں متعدد قراءات کو لوگوں کی تعلیم کیلئے اکٹھا کرکے پڑھنا ایک ایسی مفید مصلحت ہے جس کے ثمرات آج عوامی سطح پر محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ عوام الناس کا علم القراءات کو سیکھنے کا شوق پیدا ہونا بنیادی طور پر انہی محافل قراءات کی برکات سے تعلق رکھتا ہے۔

ان تمام اُمور کے باوجود اگر محافلِ قراءات اور ان میں پیش کی جانیوالی تلاوتوں میں ریاکاری یا کوئی غیر شرعی امر مدنظر ہو تو وہ بہرحال معیوب ہے۔ زیر نظر مضمون ڈاکٹر فتحي العبيدي حفظہ اللہ کے پی ایچ ڈی کے مقالہ جمع القراءات المتواترۃ کی ایک فصل کا انتخاب ہے، جس میں انہوں نے کسی محفل میں متعدد قراءات کو اکٹھا پڑھنے کے مسئلے پر تحقیقی بحث کی ہے۔ شائقین کو اس علمی کاوش کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ [ادارہ]

جمع القراءات یا الجمع بالقراءات یا الجمع بین القراءات یہ دو اَجزاء پر مشتمل مرکب ہے۔ اِصطلاحی تعریف سے پہلے ہر دو جز کی لغوی تعریف درج ذیل ہے:

قرآن کا لغوی معنی

لفظِ قراءۃ، مصدر ِسماعی ہے اِس کے کئی معانی ہیں۔

① اِبلاغ (کوئی بات پہنچانا)، کہا جاتا ہے: ”قرأ فلان علیك السلام یقرأہ“، ”فلاں تمہیں سلام کہہ رہا تھا“

② لکھی ہوئی چیز کو پڑھنا یا تلاوت کرنا اور تلفظ کرنا یا مطالعہ کرنا۔

عرب کہتے ہیں۔ قرأ الکتاب یقرأہ قراءۃ کہ فلاں نے کتاب میں لکھی ہوئی چیز کو پڑھا۔

☆ سابق متعلّم کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ و مدرّس کلیۃ القرآن، جامعہ محمدیہ، لوکو ورکشاپ، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءۃ کا اِصطلاحی معنی

الف: پیش کرنا، ظاہر کرنا۔

① یہ معنی عام ہے، برابر ہے نماز میں یا غیر نماز میں قرآن کا کوئی حصہ یا مکمل قرآن پڑھنا۔
② کسی کلمہ قرآنی کی خاص قراءت یا معین وجہ۔ مثلاً ملك میں اِمام عاصم کی قراءت بالالف۔
③ سارے قرآن کی قراءۃ مثلاً قراءۃ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ۔
④ قرآن مجید کا کوئی اَیسا کلمہ جس کو نقل کرنے میں کسی اِمام کے تمام راوی اور طریق متفق ہوں۔

ب: قراءت کی فنی تعریف

اِمام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”القراءۃ علم بکیفیۃ أداء کلمات القرآن واختلافھا بعز والناقلۃ.“

”علم قراءت وہ علم ہے جس میں قرآنی کلمات کی کیفیت اَداء کے بارہ میں اِس طرح بحث کی جاتی ہے کہ اِس کی نسبت ناقل (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف کی گئی ہے۔“

جمع کا لغوی معنی

لفظ جمع ، جمع یجمع 'ضرب' سے مصدر ہے اِس کے لغوی معانی مندرجہ ذیل ہیں:

① جمع کرنا، ملانا۔ 'التألیف، الضم'

کہا جاتا ہے۔ جمع المتفرق 'فلاں نے مختلف اَجزاء کو جمع کیا' اور ملانا بھی اَیسے ہی ہے کہ اِس میں بعض چیزوں کو ایک دوسرے سے قریب کردیا جاتا ہے۔ اِس معنی میں لفظ 'جمع' قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیا ہے۔ فرمان اِلٰہی ہے: ﴿فَجَمَعْنٰھُمْ جَمْعًا﴾[الکھف:۹۹]

نیز فرمایا: ﴿یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ﴾[التغابن:۹] اِس آیت میں یوم جمع سے مراد قیامت کا دن ہے کیونکہ قیامت کے دن مخلوقات کو اِکٹھا کیا جائے گا۔

② لوگوں کی ایک جماعت

اِس معنی میں بھی یہ لفظ قرآن میں اِستعمال ہوا ہے ﴿وَمَآ أَصَابَکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ﴾ [آل عمران: ۱۶۶]

نیز فرمایا: ﴿سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ﴾ [القمر:۴۵]

③ کپڑے پہننا

کہا جاتا ہے جمع علیہ ثیابہ 'اس نے کپڑے پہنے' یہ لفظ اِس معنی میں ایک لمبی حدیث میں ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جمعت علی الثیاب 'میں نے کپڑے پہنے'

④ اِسم مزدلفہ

مزدلفہ کو جمع اِس لیے کہا جاتا ہے کہ یہاں حجاج کرام جمع ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ زمین پر اُتارے جانے کے بعد آدم وحواء علیہما السلام اسی جگہ پر جمع ہوئے تھے اور حدیث میں ہے۔

اِبن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”بعث بي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسحر من جمع فی ثقل نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’آپ ﷺ نے مجھے مزدلفہ کے دن سحری کے وقت اپنے سامان کے ساتھ روانہ کیا۔‘‘

⑤ کھجوروں کی ایک قسم

مختلف قسم کی کھجوروں کا اختلاط۔ جس میں ایسی ردی قسم کی کھجوریں ہوں جو ناپسندیدہ ہوں۔ حدیث ’ربا‘ میں جمع اس معنی میں آیا ہے۔’آپ ﷺ نے خیبر سے وصولی کے لیے عامل بھیجا وہ عمدہ کھجوریں لائے آپ ﷺ نے فرمایا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں، اُنہوں نے کہا نہیں ہم دو صاع دے کر ایک صاع عمدہ کھجوریں لیتے ہیں یا تین صاع ردی کھجوریں دے کر دو صاع عمدہ کھجوریں لیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَفْعَلْ بِعِ التَّمْرَ (يَعْنِي الرَّدِيءَ) بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا» .

’’ایسا نہ کرو (ردّی) کھجوریں درہموں کے عوض بیچو پھر درہموں سے عمدہ کھجوریں خریدو۔‘‘

⑥ لشکر کے معنی میں

حدیث میں لفظ جمع اِستعمال ہوا ہے۔ دو آدمیوں نے تیمّم کیا پھر اُنہیں پانی ملا ایک نے وضو کر کے نماز پڑھی۔ دوسرے نے نہیں لوٹائی پھر آپ ﷺ سے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے نماز نہ لوٹانے والے سے کہا۔ تو نے سنت کو پالیا اور تیری نماز تجھے کافی ہوئی اور دوسرے سے کہا:

«أَمَّا أَنْتَ فَلَكَ مِثْلُ سَهْمِ جَمْعٍ» . [سنن النسائی: ۴۳۳، قال الشيخ الألباني: صحيح]

’’تیرے لیے تو لشکر کے حصہ کے برابر مالِ غنیمت ہے۔‘‘

⑦ عزمِ مُصمّم

کہا جاتا ہے۔ جمع أمره ’’وہ کام میں پختہ اِرادے سے لگ گیا‘‘

⑧ رُشد (بلوغت)

مجازاً کہا جاتا ہے۔ جمعت الفتاة الشباب ’لڑکی بالغ ہوئی۔‘‘

⑨ مجہول کھجور

کہا جاتا ہے:’’قد كثر الجمع في أرض بني فلان‘‘

’’فلاں کی زمین میں ایسی کھجوریں ہیں جن کا نام معلوم نہیں‘‘

⑩ جماع کرنا

کہا جاتا ہے۔ ما جمعت بامرأة قط ’’میں نے کبھی جماع نہیں کیا۔‘‘

⑪ سرخ گوند

یہ بعض درختوں پر پانی کی طرح بہنے والا رقیق مادہ ہوتا ہے جو بعد میں جم جاتا ہے۔

⑫ تھنوں میں روکے ہوئے دودھ والی بکری۔

جمع قراءات کی اِصطلاحی تعریف

متقدمین و متاخرین اہل اَداء نے جمع قراءات کی کوئی تعریف نہیں کی کیونکہ وہ جمع کے جملہ قواعد و مسائل کی بحث و تمحیص میں مشغول تھے اِسی وجہ سے متقدمین کی عموماً جمع کے بارہ میں تالیفات نہیں ملتیں کیونکہ وہ جمع کی تطبیق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(عملی) صورت میں مصروف تھے اور ان کی بھرپور کوشش ہوتی تھی کہ تمام وجوہِ قراءات عملی شکل میں پڑھی جاسکیں اور ان میں پختگی پیدا کی جاسکے۔ عصر حاضر کے بعض محققین نے قراء کے ہاں جمع قراءات کی تعریف کی ہے۔ ان کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

① اُن کے نزدیک جمع یہ کہ ہے قاری قرآن مجید کا کچھ حصہ یا تمام قرآنِ سبعہ یا عشرہ متواترہ کی دو یا اس سے زائد رِوایات سے پڑھے۔

② اُن کے نزدیک جمع یہ ہے کہ کسی بھی آیتِ قرآنیہ کو مختلف اَجزاء میں تقسیم کرکے اس میں موجود اِختلاف کو سامنے رکھتے ہوئے اس طرح بار بار پڑھنا کہ ہر وجہ دوسری وجہ سے مختلف ہو، جمع قراءات کہلاتا ہے۔

اَقوال کا خلاصہ/ ماحاصل

قاری ایک مجلس یا ختم میں اِس طرح پڑھے کہ قراءِ سبعہ یا عشرہ میں سے کسی ایک کے لیے دو یا زیادہ رِوایاتِ متواترہ کو علماء کے بیان کردہ جمع کے طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کے مطابق محدود دائرے میں رہتے ہوئے قرآن کا کچھ حصہ یا سارا قرآن پڑھنا جمع کہلاتا ہے۔

جمع کے طریقے

علماءِ قراءات کے جمع کے متعین کردہ معروف طریقے تین ہیں:

① جمع وقفی ② جمع حرفی ③ جمع الجمع

طرق و رِوایات کو الگ الگ پڑھنا اِفراد یا مفرد کہلاتا ہے جبکہ کئی رِوایات اور قراءات یا ایک قراءات کو اکٹھا پڑھنا جمع کہلاتا ہے۔

طریقہ اَفراد

ہر اِمام کے ہر ہر راوی کے رِوایت کو الگ الگ علی الترتیب پڑھنا خواہ کسی وجہ میں رُواۃ کا اِتحاد ہی کیوں نہ ہو۔

طریقہ جمع

جمع قراءات میں شرعاً اِختیار ہے جس کو چاہیں مقدم و مؤخر کریں۔ مگر قراء میں معمول یوں ہے کہ جس ترتیب سے قراءِ رواۃ، شاطبیہ میں مرتب ہیں اسی ترتیب سے پڑھنا۔ اس کی مخالفت، فن کی ناواقفی، غلطی اور واجب اِستحسانی کا ترک سمجھا جاتا ہے۔

جمع قراءات کے تین طریقے مروّج ہیں:

الف جمع وقفی

اِس کی کیفیت یہ ہے کہ سب سے پہلے قالون کی رِوایت پڑھنا شروع کریں اور کسی آیت یا علامت وقف پر وقف کرکے دیکھیں کہ ان کے ساتھ شروع سے آخر تک کوئی شریک ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شریک ہو تو اُسے بھی ساتھ ہی فراغت ہوگئی اَب باقی جتنے رہ گئے ہیں اُن میں سے جو ترتیب میں مقدم ہے اس کے لیے پھر وہیں سے شروع کریں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں سے پہلے شروع کیا تھا اور وہیں وقف کریں جہاں پہلے وقف کیا تھا یہاں بھی دیکھیں کہ اوّل سے آخر تک کوئی شریک ہے یا نہیں؟ جو شریک ہو اسے بھی فارغ سمجھیں۔ پھر باقی میں سے جو ترتیب میں مقدم ہو اُس کے لیے بھی وہیں سے پڑھیں۔ غرض اِس طرح سب کے لیے پھر پڑھیں جو شریک ہوتا جائے۔ اُسے چھوڑتے جائیں یہاں تک کہ تمام قراء کا اِختلاف پورا ہو جائے۔ یہ اَہل شام کا مذہب ہے۔

محقق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ مذہب اِختلافات کے اِستحضار میں اَضبط واَوثق اور بلحاظ زمانہ اَطول ہے۔''

فائدہ

جمع وقفی اور قراءاتِ منفردہ میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ جمع وقفی میں جن حضرات کی قراءت بوجہ شرکت وموافقت پڑھی ہوئی قراءت میں مندرج ہو جائے گی اُن کے لیے دوبارہ نہیں پڑھا جائے گا جبکہ قراءاتِ منفردہ میں موافقت کے باوجود مندرج نہیں ہوتی۔

ب جمع حرفی

اِس کی کیفیت یہ ہے کہ قالون کے لیے پڑھنا شروع کریں اور جب لفظ مختلف فیہ پر پہنچیں تو جمیع قراء کے اِختلاف کو ترتیب وار پورا کر کے آگے پڑھیں اس طرح ہر لفظ مختلف فیہ پر پہنچ کر اُسی لفظ کو لوٹاتے رہیں یہاں تک کہ تمام قراء کا اِختلاف پورا ہو جائے اور ہر لفظ میں ترتیب کا لحاظ رکھیں (اور ہر لفظ مختلف فیہ میں سب سے پہلے اس قاری کی وجہ پڑھے جس کی وجہ اِس سے پہلے لفظ میں سب کے اَخیر میں پڑھی تھی تاکہ خلط پیدا نہ ہو) اور اگر کہیں اِختلاف دو کلموں سے متعلق ہو جسے خلف مرتب کہتے ہیں تو دونوں کلموں کو ملا کر اختلاف پورا کرنا واجب ہے مثلاً 'فتلقیٰ آدم' میں رفع ونصب دونوں ہیں لیکن یہ اِختلاف 'کلماتٍ' پر موقوف ہے۔ جو آدم کا رفع پڑھتے ہیں کلمات کا نصب پڑھتے ہیں اور اس کے برعکس۔ یہ اَہل مصر کا مذہب ہے۔

محقق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اَدائے اِختلاف کلمات کے لیے یہ مذہب مضبوط تر اور بلحاظ اَخذ نہایت آسان وسہل اور مختصر ہے مگر اس میں رونق تلاوت اور حسن اَدا باقی نہیں رہتا۔''

ج جمع الجمع یا جمع مرکب یا جمع عطفی

اِس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے قالون کے لیے صحیح جگہ پر وقف کریں اور غور کریں کہ من أوله إلی آخره کون موافق ہے اور کون کون سی جگہ مختلف فیہ ہے؟ جو بالکل موافق ہو اُس کی روایت سے فراغت ہوئی، پھر جو مختلف فیہ ہوں اُن میں دیکھیں کہ محل وقف کے زیادہ قریب کس کا اِختلاف ہے جس کا ہو اُس کے لیے محل اِختلاف سے محل وقف تک پڑھیں پھر باقیوں کے لیے بھی اِسی طرح۔

اگر ایک ہی جگہ سے کئی قاریوں کا اِختلاف شروع ہو رہا ہو تو اُس وقت جو ترتیب میں مقدم ہوگا اُس کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھیں اور دیکھیں کہ اِس کا کوئی موافق ہوا یا نہیں جو موافق ہوا اُس سے فراغت ہوئی اور مختلفین میں جس کا اِختلاف محل وقف کے زیادہ قریب ہو اُس کے لیے پڑھیں۔ الغرض محل مختلف فيه میں ترتیب الأقرب فالأقرب اور محلِ واحد میں ترتیبِ رجال واجب ہے۔ اور اگر ایک شخص کی دو وجوہ ایک ہی کلمہ میں ہو تو حکماً وہ دو شخصوں کے قائم مقام ہوگا اور دو وجہوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو دو مختلف شخصوں کی مختلف رِوایتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے ان دو وجہوں کی ترتیب بھی قراء کے نزدیک واجبِ اِستحسانی ہے اور یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے مرکب ہے جو علماء مصر و شام نے اِختیار کیا ہے۔

اِن مذکورہ طریقوں میں اصل تو پہلا ہی ہے لیکن آج کل اِختصار کی غرض سے اکثر جمع الجمع ہی پڑھتے ہیں۔ جزری رحمہ اللہ کے دور سے یہی طریقہ رائج ہے۔

جمع الجمع کی چار ضروری شرائط

① خوبی وقف

مطلب یہ کہ وقف نامناسب موقع پر نہ ہو چنانچہ 'وما من إله إلا إله واحد' اور 'وما أرسلنٰك إلا رحمة للعلمين' ہر دو مقامات میں 'إلا' سے پہلے وقف کرکے وجوہ پوری نہ کی جائیں کیونکہ معنی نامناسب ہوگا۔

② خوبی اِبتداء

یعنی نامناسب مواقع سے اِبتداء بھی نہ ہو۔ چنانچہ إن الله فقير ، وإياكم أن تؤمنوا ، إن الله ثالث وغیرہ سے اِبتداء کرنا درست نہیں کیونکہ معنی مرادِ الٰہی کے مخالف ہونے کا وہم ہوتا ہے۔

③ حسنِ اَدا اور تجوید

حسن اَداء اور تجوید کی پوری پوری رِعایت اور پابندی کی جائے۔

④ خلطِ قراءات

قراءات میں ترکیب اور خلط نہ ہونے پائے۔

نوٹ: 'جمع کے طریقے اُستادِ محترم قاری محمد اِبراہیم میرمحمدی حفظہ اللہ کی کتاب 'المدخل إلى علم القراءات والقصيدة الشاطبية' سے ماخوذ ہیں۔

جمعِ قراءات کا تاریخی اِرتقاء

موجودہ تاریخی مصادر میں اِس بات کی تصریح موجود نہیں کہ جمع قراءات کا آغاز کب ہوا۔ امام جزری رحمہ اللہ نے قراء کے حالات و واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے جمع قراءت کے زمانہ کی تعیین کی کوشش کی ہے مگر وہ بھی اس میں حتمی کامیابی حاصل نہیں کرسکے۔ یہ کہنا شاید ممکن ہے کہ اُنہوں نے صدرِ اوّل سے اپنے زمانے (اَواخر آٹھویں صدی ہجری تک اَوائل نویں صدی ہجری) کو سامنے رکھتے ہوئے قراء کے حالات اپنی اَہم کتاب 'طبقات القراء' میں ذکر کیے ہیں۔ لیکن جمع قراءت کی کوئی متعین تاریخ کا علم نہ ہوسکنے کی وجہ سے اُنہوں نے تقریباً چوتھی صدی ہجری کی بات کی ہے۔ یہ بات 'منجد المقرئين' اور 'النشر' میں موجود ہے کہ قراءت کے جمع کی اِبتداء پانچویں صدی ہجری میں ہوئی جو کہ اَبوعمرو عثمان بن سعید دانی رحمہ اللہ (۴۴۴ھ/۱۰۵۲ء)، اَبوالفتح عبدالواحد بن حسین بغدادی المعروف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن شیطا رحمہ اللہ (۴۰۵ھ/۱۰۱۴ء)، اَبوعلی حسن بن علی اَہوازی (۴۴۶ھ/۱۰۵۴ء) اور اَبوالقاسم یوسف بن علی ہذلی (۴۶۵ھ/۱۰۷۲ء) کا زمانہ ہے۔

بعض محققین کا کہنا ہے کہ جمع قراءات کے اَوّلین بانی اُندلسی ہیں لیکن اِس میں بھی بانی کے نام کا تعین نہیں۔ حقیقت میں اس بارے میں مزید علمی تحقیق کی ضرورت ہے۔

جمع قراءات کا سبب

مجلس واحد یا ختم واحد میں جمع کا سبب یہ ہے کہ فنِ قراءات کے طلباء اور شوق رکھنے والے متاخرین کے لیے سلف کا تعلیمی طریقہ بہت گراں تھا۔ سلف تو فرداً فرداً تمام قراءات و رِوایات کو پڑھتے پڑھاتے تھے۔ اس میں مشقت تھی کہ ہر ایک قاری اور راوی کے لمبے چوڑے قواعد وضوابط کو یاد کرنا اور اس کام کے لیے کئی کئی سال صرف کرنا پڑتے تھے۔ اس قدر لمبا عرصہ اَب ہر طالب علم کیلئے پڑھنا ممکن نہ تھا۔ اس وجہ سے فنِ قراءات میں رغبت رکھنے والے اَیسے لوگ بہت کم ہوگئے۔ یہاں تک خطرہ لاحق ہوا کہ اس فرض کفایہ کی اَدائیگی کرنے والے لوگ بھی میسر نہ ہوں۔ اسی وجہ سے علماء قراءات نے جدید تعلیمی نہج اَپنایا جو دونوں چیزوں کا جامع تھا۔ اس میں فن قراءات کے طلباء کے لیے بھی آسانی ہے اور علم قراءات کی آسانی بھی ہے تاکہ کم وقت میں قراءات حاصل کی جاسکیں اور قراءات کی حفاظت کا فریضہ بھی سرانجام دیا جاسکے۔ اس کی عملی صورت جمع قراءات کی شکل میں سامنے آئے۔ اس جمع کی خاص کیفیت اور مخصوص شرائط میں جیسا کہ ہم پہلے نقل کرچکے ہیں۔

نوٹ: یہ بات ذِہن میں رہے کہ جمع مذکورہ کی صورت میں اِفراد کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ اِفراد کی پہچان کے بغیر جمع قراءات ناممکن ہے۔ حقیقت میں جمع قراءات سلف وخلف کے مذاہب ِطریقہ تعلیم کا حسین امتزاج ہے۔

قدیم قراء نے اپنی کتابوں میں 'صغراویٰ' کی جمع قراءات کے بارے میں بحث کا جواب نہیں دیا اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ روایت اور جمع قراءات کی عملی تطبیق میں مشغول تھے۔ ذیل میں ہم اس موضوع پر چند کتب کا تذکرہ کرتے ہیں۔

① ترتیب الأداء وبیان الجمع في الإقراء از ابوالحسن علی بن سلیمان اَنصاری قرطبی رحمہ اللہ (۷۳۰ھ/۱۳۲۹ء) المعروف علی قرطبی۔ آپ قاس کے شیخ القراء تھے۔ یہ کتاب تاحال مخطوطہ کی شکل میں ہے۔ اِمام جزری رحمہ اللہ نے قرطبی کے ذکر میں اِس کتاب کا تذکرہ کیا ہے یہ شاید اِس موضوع پر پہلی کتاب تھی۔

② الجوهر الفرد المصون في جمع الأوجه من الضحی إلی قوله ﴿وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ﴾ اَز ابوالعزائم سلطان بن اَحمد مزاحی رحمہ اللہ (۱۰۷۵ھ/۱۶۶۴ء) یہ کتاب بھی تاحال مخطوط ہے۔

③ نزهة الناظر والسامع في إتقان الأرداف والأداء للجامع اَز ابوالعلاء اِدریس بن محمد حسنی المعروف منجرۃ رحمہ اللہ (۱۱۳۷ھ/۱۷۲۴ء) یہ کتاب بھی تاحال مخطوط شکل میں ہے۔ اس میں زیادہ تر 'ترتیب الأداء' اس علی قرطبی کے سائل کی تلخیص ہے۔

④ قالون الجمع والأرداف اَز ابوعبداللہ محمد بن محمد بن محمد بن قاسم زفری سرینی حسینی۔ آپ بارہویں تیرہویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں۔ آپ کا تعلق مغرب اقصیٰ میں قصر کبیر نامی شہر کے قریب بسنے والے قبیلہ آل سرین سے تھا آپ شیخ محمد بن عبدالسلام قاسی رحمہ اللہ (۱۲۱۴ھ/۱۷۹۹ء) کے شاگرد ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ منظوم کتاب تقریباً ۲۲۳ اشعار پر مشتمل ہے۔تاحال مخطوطہ ہے۔

⑤ التوضيح والإنكشاف في حل قالون الجمع والإرداف از ابوالعباس احمد بن مکی بن محمد بن عمر سیرمانی سماتی رحمہ اللہ المتوفی اوائل ۱۴ھ۔ یہ مذکورہ کتاب کی ۳۹ صفحات پر مشتمل شرح ہے۔تاحال مخطوطہ ہے۔

⑥ عمدة القارئين والمقرئين في الرد على ما أنكر مشروعية الجمع بين السعادة في ختمة واحدة في القرآن المبين از ابوالعباس احمد بن احمد شقانصی تونسی رحمہ اللہ (۱۲۲۸۔۱۲۳۵ھ/۱۸۱۳۔۱۸۱۹م)۔ یہ بہت اہم کتاب ہے۔اس کتاب میں مؤلف نے شیخ صالح الکواش کے فتویٰ جمع قراءات مجلس واحد یا ختم واحد میں حرام اور بدعت کا رد کیا ہے۔

⑥ تحفة المقرئين والقارئين في بيان حكم جمع القراءات في كلام رب العلمين از ابراہیم بن احمد مارغنی رحمہ اللہ (۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰م)

اِس کتاب کا علمائے مصر کی طرف سے قراءات کے جمع سے متعلق اُٹھائے گئے سوال کا جواب ہے۔علماء نے اس جواب کو پسند کیا اور ۱۳۴۵ھ میں اِسے دوسرے کئی رسائل کے ساتھ طبع کیا گیا۔یہ کتاب ایک مقدمہ، ایک مقالہ اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔مقدمہ میں جمع قراءات اور ترکیب کا فرق بیان کیا ہے۔مقالہ میں جمع قراءات کا حکم بیان کیا ہے جبکہ خاتمہ میں ان کے تونس میں موجودگی کے وقت شیخ صالح اور شیخ شقانصی وغیرہ مشاوک زیتونہ کا واقعہ بیان کیا ہے۔

⑦ هدية القراء والمقرئين از خلیل محمد غنيم الجنايني (آپ چودہویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں)

اِس کتاب کا سبب تالیف یہ ہے کہ شیخ خلف حسینی نے اپنے زمانہ میں جمع قراءت کے عدم جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ اس رائے کو بعض نے پسند اور بعض نے ناپسند کیا۔۱۳۴۰ھ میں جامع ازھر کے شیخ نے ایک علمی مجلس کا اِنعقاد کیا جس میں تمام حاضرین نے شیخ کی رائے سے اِتفاق کیا اور اُنہوں نے جمع قراءات کو ممنوع قرار دیا۔تب خلیل جنایني نے یہ کتاب لکھی اور اس میں جمع قراءات مجلس واحد کے جواز کا فتویٰ دیا۔

⑧ الآيات البينات في حكم جمع القراءات از ابوبکر حسینی رحمہ اللہ (آپ چودہویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں) یہ کتاب خلیل جنایني کی کتاب 'هدية القراء' کے رد میں ہے۔یہ جمع قراءت کی اِجازت نہیں دیتے۔

⑨ البرهان الوقاد في الردّ على ابن الحداد از خلیل محمد غنيم جنايني۔ یہ کتاب ابوبکر حداد کی کتاب 'الآيات البنات' کے ردّ میں ہے۔اِس میں جمع قراءت کے جواز کی تائید کی گئی ہے۔

⑩ أفحام أهل العناد بتأييد ابن الحداد از محمد سعودی ابراہیم (چودہویں صدی ہجری)

اِس کتاب میں ایک ختم میں جمع قراءت کو جائز کہنے والوں کا ردّ ہے۔

⑪ الأدلة العقلية في حكم جمع القراءات النصلية از عبدالفتاح ھندی (چوہودیں صدی ہجری)

ان کے نزدیک مجلس واحد میں جمع قراءت جائز ہے۔

ایک مجلس میں جمع قراءات کا حکم شرعی

ایک ہی مجلس یا ختم میں بطریقہ جمع الجمع قرآن مجید کی تلاوت کے حکم شرعی کے بارہ میں علماء کے دوگروہ ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① قائلین ② مانعین

اِس اختلاف کا سبب کتاب وسنت میں جمع سے متعلق کوئی واضح نص نہ ہونا ہے۔ جمع الجمع کا طریقہ چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں رِواج پذیر ہوا۔جس کا لازمی نتیجہ اس بارہ میں بحث وتمحیص کا جنم لینا تھا۔لہٰذا اس کے حکم شرعی کی وضاحت کے لیے قراء خاص کر میدان عمل میں آئے۔

ذیل میں ہم مذکورہ دونوں گروہوں کے دلائل و اِستدلال کا تذکرہ کرتے ہیں۔

قائلین اور اُن کے دلائل

جمہور علماء و محققین سلف وخلف نے ایک مجلس یا ختم میں جمع الجمع کے طریقہ سے تلاوت کو جائز قرار دیا ہے مثلاً ابن مہران (۳۸۱ھ/۹۹۱م)، مکی بن أبی طالب (۴۳۷ھ/۱۰۴۵م)، اَبوعمرو دانی (۴۴۴ھ/۱۰۵۲م)، اَبوالقاسم شاطبی (۵۹۰ھ/۱۱۹۳م)، جعبری (۷۳۲ھ/۱۳۳۱م)،قسطلانی (۹۲۳ھ/۱۵۱۷م)، اَبوعبداللہ محمد بن عبدالسلام فاسی (۱۲۱۴ھ/۱۷۹۹م)، 'مؤلف القول الوجیز فی جمع الزاری علی حملۃ الکتاب العزیز'، شیخ شقانصی (۱۲۲۸-۱۲۳۵ھ/۱۸۱۳-۱۸۱۹م)، مؤلف عُمدۃ القارئین، محمد الجنایني مؤلف ھدیۃ القراء والمقرئین، البرھان والوقاء اور عبدالفتاح ھندی مؤلف الأدلۃ العقلیہ رحمہم اللہ''

حنابلہ کا مؤقف

حنابلہ میں سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قراءات کو حفظ اور تعلیم کی غرض سے جمع کرنا قراء کی ایک جماعت کا اِجتہاد ہے۔''

مذکورہ بات سے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی جمع قرآن کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔اگر اَیسا نہ ہوتا تو وہ ضرور اس کی صراحت کرتے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول پیش کرنے کی دو وجوہات ہیں:

❶ مغنی از ابن قدامہ مقدسی (۶۲۰ھ/۱۲۲۳م) وغیرہ میں حنبلی فقہی مصدر میں جمع قراءات کے بارہ میں کوئی بحث موجود نہیں۔

❷ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حنبلی فقیہ مانے جاتے ہیں اور ان کے متعدد فتاویٰ جات موجود ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق جمع قراءت، بغرض حفظ و دَرس وتدریس جائز ہے اِس کے علاوہ نہیں۔ممکن ہے اُن کے نزدیک باقی صورتوں میں تلاوت بطریق تعبّد ہوتی ہے جس کی وجہ سے اُنہوں نے ان صورتوں میں جمع قراءات کو بدعت مکروہ کہا۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اس حکم شرعی کے متعلق رائے میں مذکورہ تفصیل ہے۔

مالکیہ کا مؤقف

مالکیہ کے معروف مصادر فقہی مثلاً 'البیان والتحصیل' از ابوالولید بن رشد (۵۲۰ھ/۱۱۲۶م)، مختصر خلیل (۷۷۶ھ/۱۳۷۴م) اَور اُن کی شروحات میں جمع الجمع کا مسئلہ کہیں ذکر نہیں۔لیکن اس کے باوجود انکی طرف جواز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا قول ہی منسوب کیا جائے گا کیونکہ ماضی قریب میں مالکی مفتی اِبراہیم مارغنی (۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰م) نے مالکی اُصولوں کی روشنی میں اِباحت کا فتویٰ دیا ہے۔

قائلین کے دلائل

قائلین جمع قراءات نے شرعی دلائل سے اِستدلال کیا ہے۔

① عام شرعی اُصولی قواعد سے مجلس واحد میں جمع قراءات ممنوع نہیں اور قاعدہ ہے:

"إن الوسيلة تعطىٰ حكم مقصدها."

''اَصل چیز تک پہنچنے کے لیے اِستعمال میں آنے والے وسیلہ کا حکم بھی اَصل چیز والا ہوتا ہے۔''

نیز فقہاء کا قول ہے:

"ما لا يتم الواجب إلا به فهو واجب"

''جس کے بغیر واجب کی تکمیل ممکن نہ ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے۔''

مطلب یہ کہ سلف کا تعلیمی طریقہ تو یہ تھا کہ وہ ہر ہر رِوایت کو بطریق افراد پڑھتے پڑھاتے تھے لیکن یہ متعلمین کیلئے بہت مشکل تھا۔ ممکن تھا کہ لوگ فن قراءت کو ویسے ہی چھوڑ دیتے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ تمام مسلمان گنہگار ہوتے کیونکہ قراءات کی تعلیم وتعلم فرض کفایہ ہے۔ چنانچہ جمع الجمع کو طلباء قراءات کی آسانی کو سامنے رکھتے ہوئے جاری کیا گیا تاکہ واجب کی اَدائیگی ہوسکے۔ یوں فنِ قراءت محفوظ ہوگیا۔ زَمانہ سلف سے اَب تک قراءات کے حفظ وتدریس کے لیے ایک ہی طریقہ جمع الجمع رائج ہے۔

یہ اَب فرض کفایہ کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ وسیلہ کو مقصد کا حکم دیا جاتا ہے اور اس فرض کفایہ کی اَدائیگی اور قراءات کے بقاء کا صرف ایک ہی طریقہ جمع الجمع (نمایاں) ہے۔ تو یہ بات ظاہر ہے کہ جمہور کے ہاں جواز کراہت تحریمی کا مقابلہ ہے لہٰذا فرضِ کفایہ ہے۔

② سنت نبویہ ﷺ سے جمع کے بارہ میں دلائل

نبی ﷺ جبریل علیہ السلام سے ہر سال دور کیا کرتے تھے۔ لیکن وَفات والے سال دو مرتبہ دور کیا۔

مطلب یہ کہ ایک سال اِس مدت تک جتنا پڑھا ہوتا وہ سارا ایک ہی مرتبہ تمام قراءات منزلہ کے مطابق سناتے۔ یہ بات واضح ہے کہ آپ ﷺ جبریل علیہ السلام کو ایک آیت متعدّد وجوہات میں جمع کر کے سناتے۔ رہی وہ آیات جن میں صرف ایک ہی وجہ ہے تو اُن کا ایک ہی بار پڑھنا ظاہر ہے۔ عرضۂ اَخیرہ میں آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو سارا قرآن سنایا۔ یہ بالجمع تھا کیونکہ یہ دَور ایک ہی تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو باالجمع پڑھ کر سنایا کیونکہ آپ کے سارے دَور اِبتداء سے اِنتہاء قرآن تک ۲۶، ۲۴ یا ۲۱ ہیں، علماء کا اِس میں اِختلاف ہے اور قرآن میں آیات مختلفہ جن میں کئی اَیسی ہیں جو مذکورہ اَعداد سے کہیں زیادہ ہیں۔ اُن کا بطریق اِفراد پڑھنا ممکن نہیں لہٰذا دَوروں کی تعداد اور آیات مختلفہ کی تعداد میں تعارض کو ختم کرنے کا یہی حل ہے کہ یہ دَور بالجمع تھے۔

اِسی طرح سلف سے منقول نصوص بھی جمع کے دلائل ہیں۔ مطلب یہ کہ جمع الجمع کے ظہور سے قبل کے علماء اَپنے اَساتذہ کو پورا پورا قرآن ایک ایک رِوایت میں سناتے تھے۔ اور اُن میں سے ہر رِوایت کئی وجوہ پر مشتمل ہوتی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی اور سلف نے یہ وجوہ اَپنے مشائخ سے جمعاً لی ہیں نہ کہ فرداً۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ ایک ہی اُستاد کو پورا قرآن سناتے تھے۔ اَب ایک رِوایت کا لحاظ رکھتے ہوئے تمام وجوہ سمیت تلاوت ایک ہی ختم میں پوری نہیں ہوتی اور نہ ہی ان سے کوئی اَیسی نص ملتی ہے کہ اُنہوں نے ایک رِوایت کی اَوجہ مختلفہ میں سے صرف ایک ہی وجہ پڑھی تھی۔

خلاصہ

شیخ عبدالوہاب شعرانی (۹۷۳ھ/۱۵۶۵ء) کے قول:

''آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک ہی مجلس میں بالجمع قرآن پڑھنا ثابت نہیں۔''

اور ہمارے قول کہ آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے جمع کرنا منقول ہے، میں کوئی تضاد باقی نہیں رہتا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ سے جمع پڑھنے پڑھانے کے بارہ میں کوئی نص ہم تک نہیں پہنچی اور نہ ہی جمع کی کیفیات میں سے کوئی معین کیفیت ہم تک پہنچی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے قرآن بذریعہ وَحی حاصل کیا جس کی تفصیلات سے ہم ناواقف ہیں اس کی کیفیت صرف آپ ﷺ جانتے تھے۔ رہی بات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تو اُن سے بھی کوئی نص جمع کے بارے میں منقول نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک رِوایت کے ساتھ پورا قرآن مفرد طریقے سے منقول ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک رِوایت کئی وُجوہات پر مشتمل ہوتی ہے وہ لازمی طور پر جمع کر کے ہی پڑھی جاتی تھی۔ جب آپ ﷺ اور سلف سے جمع کی اَصل منقول ہے تو ہم کہیں گے۔ جمع قراءت جو چوتھی صدی ہجری سے تا حال قراء کے ہاں معروف ورائج ہے۔ یقیناً نص جمع جس کے مطابق آپ ﷺ نے عرضۂ اَخیرہ میں جبرئیل علیہ السلام کو سنایا یا شیوخ سے سلف نے حاصل کیا یہ جمع کی مشروعیت اور جواز کی زَبردست دلیل ہے اور اگر یہ محض اس کے مماثل یا مشابہ ہے تو یہ اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔

یوں قیاس سے مجلسِ واحد یا ایک ہی ختم میں جمع قراءاۃ کا مشروع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ قیاس بھی چار دلائل شرعیہ (کتاب وسنت، اجماع، قیاس) میں سے ایک ہے۔

③ چوتھی صدی ہجری سے اَب تک ایک مجلس یا ختم میں بطریق جمع پڑھتے پڑھاتے تقریباً ایک ہزار سال گزر گئے ہیں لیکن کبھی بھی فقہاء نے اس کا اِنکار نہیں کیا نیز اس عمل پر تا حال دَوام ہے اور اسے تلقی بالقبول حاصل ہے۔ چنانچہ فقہاء کا عدم اِنکار جمع کے جواز پر اِجماع ہے اگر اِجماع صریح نہیں تو کم اَز کم اِجماع سکوتی تو ہے اور یہی اِجماع جمع کے آغاز کے قریبی زمانوں سے جاری ہے اور متاخرین ائمہ نے بھی مجلس واحد میں قراءات کو جمع کر کے پڑھنے پر کوئی قدغن نہیں لگائی اور بعض علماء کے ایک ختم میں جمع کرنے کے اِنکار سے مذکورہ اِجماع مجروح نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مانعین کے پاس اس کی کوئی مستند دلیل شرعی نہیں جو ان کے مؤقف کی تائید کرتی ہو لہٰذا ان کا اِنکار معتبر نہیں ہوگا اور اِجماع قوی شرعی دلیل کی طرح جمع کی مشروعیت پر قائم رہے گا۔

④ قیاس اولویت کو دلیل بناتے ہوئے بھی جمع قراءات کے جواز کا اِستدلال کیا جاسکتا ہے کیونکہ بعض علماء نے قراءات میں خلط/ترکیب کو جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر عربی قواعد کی روشنی میں ترکیب ٹھیک ہو تو جائز ہے لیکن بطورِ تلاوت ہو، نہ کہ بطورِ نقل روایت۔''

جب ترکیب/خلط جائز ہے تو جمع قراءت جو مذکورہ شرائط کو کامل طریقے سے پورا کرتا ہے بالاولیٰ درست ہوگا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اس میں قراءت رِوایت یا طریق کو خلط نہیں کیا جاتا۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ تقریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مجلس واحد میں قراءات کو جمع کرکے پڑھنا جائز ہے اور اِس کی مشروعیت سنت نبوی ﷺ اجماع اور قیاس سے ثابت ہے مزید یہ کہ عام شرعی اُصول بھی اِس کا اِنکار نہیں کرتے۔

مانعین جمع قراءت کے دلائل اور اُن کا جائزہ

بعض فقہاء اور کئی علماء نے کہا ہے کہ ایک ختم یا مجلس میں جمع قراءات ناجائز ہے۔

ان میں حنفیہ ہیں۔'الحاوی القدسی' کے مؤلف قاضی اَحمد بن محمد غزنوی (۶۰۰ھ/۱۲۰۳ء) نے کہا ہے:

''تلاوت قرآن کرتے ہوئے قراءات معروفہ یا شاذہ کو ایک ہی دفعہ کلمات کو دوہرا کر پڑھنا مکروہ ہے۔''

اُن کے نزدیک جمع قراءات مکروہ ہے۔

عوامی مجالس میں قراءات مجہولہ (غیر معروفہ) کی تلاوت کرنے سے اَحناف سختی سے منع کرتے ہیں اِس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عوام شبہات کا شکار ہوں گے اور بسا اَوقات وہ قراء کے قراءاتِ متواترہ صحیحہ پڑھنے کو غلط کہہ کر گناہ میں واقع ہوجائیں گے۔

شوافع کی بڑی فقہی کتب مثلاً المجموع شرح المهذب از نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء) اور 'نهاية المحتاج شرح المنهاج' از رملی رحمہ اللہ (۱۰۰۴ھ/۱۵۹۵ء) وغیرہ میں جمع قراءات مجلس واحد کے حکم شرعی سے متعلق کوئی نص موجود نہیں۔لیکن 'التبيان' اَز نووی رحمہ اللہ میں ہے:

''جب قاری کسی قراءت کی ابتداء کرتا ہے تو اس کے لیے مستحسن ہے کہ وہ اسی قراءت میں پڑھتا رہے یہاں تک کہ کلام مکمل ہوجائے۔ ہاں جب کلام مکمل ہوجائے تو پھر دوسری قراءت کی تلاوت شروع کرسکتا ہے۔لیکن بہتر یہی ہے کہ مجلس واحد میں وہ پہلی قراءت ہی پڑھے۔''

مذکورہ بالا عبارت سے یہ مفہوم اَخذ ہوتا ہے کہ قراءت میں ترکیب اور خلط خلاف اَولیٰ ہے۔بہتر یہی ہے کہ ایک مجلس میں قاری ایک ہی قراءت پڑھے۔اس بات کا مؤید 'المجموع' میں موجود خود نووی رحمہ اللہ کا قول بھی ہے، فرماتے ہیں:

''جب قاری سبعہ میں سے کسی قراءت کو شروع کرتا ہے تو مستحب ہے کہ وہ اِسی میں قراءت (تلاوت) پوری کرے اگر بعض آیات سبعہ میں اور بعض غیر سبعہ سے تلاوت کرتا ہے تو جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ دوسری آیت پہلی سے مربوط نہ ہو۔''

مذکورہ پہلی دلیل اَور اس کے مفہوم سے یہ بات سمجھ آئی کہ جمع کا شرعی حکم خلافِ اَولیٰ ہے۔لیکن اَولیٰ یہی ہے کہ مجلس واحد میں ایک ہی قراءت میں پڑھے اور یہ بات اِمام نووی رحمہ اللہ کا قول:

''بہتر یہی ہے کہ مجلس واحد میں ایک ہی قراءت میں پڑھے'' سے مترشح ہوتا ہے۔

شاید کہ شوافع کے نزدیک مجلس واحد وغیرہ میں جمع قراءات خلافِ اَولیٰ یعنی مکروہ ہے۔

اور محققین نے ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (۸۵۲ھ/۱۴۴۸ء) کے قول:

"المنع من خلط القراء ات فى التلاوة (تلاوت میں خلط قراءات ممنوع ہے) سے اولویت کی بنیاد پر جمع قراءات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممنوع قرار دی ہے نہ کہ حتمی طور پر۔''

معلوم ہوا شوافع کے نزدیک مجلس واحد میں جمعاً تلاوت کرنا خلاف اَولیٰ ہے لیکن یہ نتیجہ اَخذ کرنے کے لیے جو دلیل پیش کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ خلط قراءت و رِوایت پر صریح اِنکار کے علاوہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اُنہوں نے اِنکار کیا ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ کے مذکورہ قول میں کوئی ایسی دلیل نہیں جو جمع کے شرعی ہونے پر اِنکار کرے یا جمع پر اِعتراض ظاہر کرے۔ (محققین اور ہماری رائے میں) فرق واضح ہے۔

مانعین میں سے شعرانی (۹۷۳ھ/۱۵۶۵م) بھی ہیں اُنہوں نے اَپنے زمانے میں جمعاً پڑھنے والوں کی مخالفت کی۔ اسی طرح شیخ صالح کورش (۱۲۱۸ھ/۱۸۰۳م) نے جمع کو حرام یا مکروہ کہا ہے نیز ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مؤقف ہے کہ درس و تدریس کی غرض سے جمع ٹھیک لیکن بغرض تلاوت درست نہیں کیونکہ یہ بدعت ہے۔ اسی طرح 'القول السدید في حکم التجوید' کے مؤلف شیخ اَحمد حجاز بھی کہتے ہیں۔

''والجمع بین القراءة بمجلس واحد یسمیٰ تخلیطاً ولا یصح عند أهل الأداء.''

''ایک ہی مجلس میں قراءت کرتے ہوئے جمع کرنا خلط کہلاتا ہے جو اَہل اَداء کے ہاں درست نہیں۔''

اَبوشامہ (۶۶۵ھ/۱۲۶۶م) فرماتے ہیں:

''فی زمانہ ایک آیت کو جمع کرتے ہوئے قراءت مختلفہ میں بار بار پڑھا جانا مجھے پسند نہیں کیونکہ جمعاً قراءت کرنا بعد کی ایجاد ہے۔''

نوٹ: جمع قراءت کو مکروہ کہنے کے باوجود اُنہوں نے اپنی قراءت کو بالجمع ثابت کیا ہے۔ اس تناقض کا کیا جواب ہے؟

اِشکال کا جواب

اَبوشامہ رحمہ اللہ کے دونوں اَقوال (کراہت + جواز) دونوں ایک ہی وقت کے نہیں ہیں۔ ان میں سے لازماً ایک مقدم اور ایک مؤخر ہے اور اِشکال صرف اسی صورت میں ختم ہوگا جب اَبوشامہ کا دونوں میں سے کسی ایک قول سے رجوع مانا جائے گا۔ غالب گمان یہی ہے کہ اَبوشامہ کا کراہت والا قول بعد کا ہے کیونکہ عموماً پڑھنا، پڑھانا تالیف و تصنیف سے مقدم ہوتا ہے یعنی اَبوشامہ رحمہ اللہ نے 'المُرشد الوجیز' میں کراہت جمع کا قول نقل کیا ہے۔

علامہ محمد بن خلف حسینی حداد رحمہ اللہ چودہویں صدی ہجری کے مصری شیخ القراء، محمد سعودی اِبراہیم مؤلف 'افحام اَهل العناد'، محمد خالد مؤلف مقالہ 'الجمهوریه' اُنہوں نے اپنے مقالہ میں حکومت سے مجلس واحد میں جمع قراءات کے بارہ میں شکوہ کیا ہے اور اس اَمر پر زور دیا ہے کہ اِس کام کو مزید شائع نہ ہونے دیا جائے کیونکہ اس طرح لوگ تدبر قرآن سے دور ہوں گے۔

مذکورین نے مندرجہ ذیل دلائل کی روشنی میں مجلس واحد میں قراءت کو ناجائز قرار دیا ہے۔

① نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور سلف سے مجلس واحد میں جمع قراءت کرنا ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہ ہے اور بدعت کا سب سے کم مرتبہ کراہت ہے اور کسی بھی مکروہ چیز پر ہمیشگی کرنا فسق ہے۔

② ایک قراءت کا دوسری قراءت پر عطف ڈالنا نظم قرآن میں فساد کا موجب ہے کیونکہ جمع میں اَجزاءِ قرآنی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔ یوں قرآن میں تحریف اور قیاس کا دروازہ کھل جائے گا، لہٰذا جمع قراءت کے عمل کو روکنا لازم ہے۔ فرض کیجئے ہم بحث ومباحثہ سے بچنے کے لیے تسلیم کرلیں کہ فی نفسہٖ جمع قراءت جائز ہے لیکن اس کا نتیجہ اَیسی چیز پر منتج ہوگا جو کلام اللہ میں جائز نہیں۔

③ مجلسِ واحد میں جمع قراءت سامعین کو تدبر قرآن سے دور کرتا ہے۔ قرآنی تاثیر کو دل میں اُترنے سے مانع ہوتا ہے اور دل اِطمینان سے خالی رہتے ہیں کیونکہ بار بار آیات اور کلمات قرآنیہ کو مختلف طریقہ اَدا سے پڑھا جاتا ہے۔

مانعین کے دلائل کا تجزیہ/تعاقب

قائلین جمع قراءت فی مجلس واحد نے مانعین کے دلائل کا کئی طرح سے جواب دیا ہے۔

① یہ کہنا کہ جمع قراءت آپﷺ سے ثابت نہیں۔ اِس بارہ میں کوئی دلیل نہیں۔ ہاں اس جمع کی اَصل عمل نبویﷺ سے ثابت ہے۔ نبیﷺ نے جبریل علیہ السلام کو سناتے ہوئے جمع کیا، اگرچہ اِس جمع کی کیفیت سے ہم ناآشنا ہیں۔ اِسی طرح یہ کہنا کہ سلف سے منقول نہیں یہ بات بھی باطل ہے جمع کی اَصل اُن سے بھی ثابت ہے۔ اگرچہ آپﷺ نے وجوہِ قراءات کو جمع کیا اور سلف سے ہم تک منقول ہے یہ مروّجہ جمع ہے لہٰذا عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں بنتی کیونکہ اس کی مشروعیت فعل نبویﷺ سے ثابت ہے اگرچہ اس جمع کی جمع نبوی سے محض مشابہت ہی ہے چنانچہ اس صورت میں بھی اس کا مشروع ہونا قیاس سے ثابت ہے اور قیاس سے ثابت شدہ کسی مسئلہ کا ردّ ممکن نہیں کیونکہ قیاس بھی دلیل شرعی ہے۔ بفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ جمع قراءت آپﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور بعد کے لوگوں سے ثابت نہیں تب بھی یہ بدعت نہیں کیونکہ مذکورین کے مابعد کا ہر ہر فعل بدعت نہیں۔ اَگر ہم یہ تسلیم کربھی لیں کہ یہ بدعت ہے تو ہر بدعت مذموم نہیں کیونکہ بدعت کی مندرجہ ذیل پانچ اَقسام ہیں۔

① بدعتِ واجبہ

یہ وجوبی قواعد کے تحت آتی ہے اور شریعت میں اِس کی دلیل قران کو مصحف میں جمع کرنا اور کتاب اللہ کی فہم کے معاون علوم کی نشر و اِشاعت وغیرہ۔

② بدعتِ محرمہ

یہ قواعد تحریم کے زُمرے میں آتی ہے اِس کی شرعی دلیل مثلاً مذاہب، خوارج کے باطل عقائد، اللہ کی ذات کے بارہ میں تجسیم کا قول، اور کسی اَیسے حکم پر اِجماع جو شریعتِ اِسلامی کے مخالف ہو۔

③ بدعتِ مندوب

یہ قواعد ندب کے ماتحت ہے اس کی شرعی دلیل مساجد میں تراویح کی جماعت اور ہر ایسی اچھی بات جو صدرِ اوّل میں نہ تھی اور شریعت کی مخالف بھی نہیں جیسے مدارس کا قیام اور ہسپتال وغیرہ۔

④ بدعتِ مکروہ

یہ قواعد کراہت کے ذَیل میں آتی ہے اِس کی شرعی مثال مساجد کو خوبصورت بنانا اور قرآن کی تزئین وآرائش وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ بدعتِ مباح

یہ قواعد اباحت کے ضمن میں آتی ہے اس کی شریعت سے مثال پاکیزہ چیزوں میں اِتنا توسع جو اُنہیں مکروہ یا حرام تک نہ لے جائے مثلاً دلی چاہت کے مطابق کھانا اور عمدہ لباس پہننا۔

مذکورہ تقریر کے مطابق مجلسِ واحد میں جمع قراءت بدعت واجبہ علی الکفایہ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ بدعت کی مذکورہ تقسیم علماء کے مابین اِختلافی ہے مثلاً اِمام ابواسحاق شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ/۱۳۸۸ء) نے اِس کا اِنکار کیا ہے اور عز بن سلام (۶۶۰ھ/۱۲۹۱ء) نے مذکورہ تقسیم بدعت کو جو مصالح مرسلہ کا نام دیا ہے یہ بھی بدعت ہے کیونکہ شریعتِ اِسلامیہ میں اُن کے بارہ میں کوئی نص موجود نہیں؟

جواب: مذکورہ سوال یا اِعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ تو اَیسی چیز جس کی شریعت میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔ محض اس کے نام رکھنے کا اِختلاف ہے۔ اُصولِ شریعت سے مناسبت رکھتے ہوئے بدعت کا لفظ اِستعمال ہو یا مصالح مرسلہ کا لفظ اِستعمال ہو یہ صرف لفظی اِختلاف ہے حقیقت میں اِس کا کوئی اَثر نہیں کیونکہ اِصطلاحات میں کوئی حد بندی نہیں کی جاسکتی لہٰذا مذکورہ تقسیم بدعت عمدہ ہے اور جمع کو بدعت واجبہ علی الکفایہ کہنے سے اس کی مشروعیت مجروح نہیں ہوتی خاص کر جب یہ مقاصد شریعت کے ساتھ میل کھاتا ہے اور وہ مقصد متعلمین پر آسانی کرنا ہے اُن سے مشقت اور حرج کو رفع کرنا ہے جبکہ بدعت مذمومہ عموماً مقاصد شریعت سے مناسبت نہیں رکھتی۔

اِمام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بدعت کی دو اَقسام ہیں:

① جو کتاب وسنت اور اجماع کی مخالفت کرے یہ بدعت مذمومہ ہے۔

② اَیسے اچھے کاموں میں (جو خلاف شرع نہ ہوں) اُن کے جواز میں اختلاف نہیں۔

④ یہ کہنا کہ آیات پر آیات کا عطف فساد معنی، خلط قراءت، تحریف اور آیات کو ایک دوسرے جدا جدا کرتا ہے، صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ اُمور یا قباحتیں اس وقت لازم آتی ہیں جب قاری تلفیق رخلط کرکے پڑھے یا جمع کرتے ہوئے غلطی کرے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ خلط جو کلام اللہ میں معنوی فساد کو جنم دیتا ہے اور جمع شرعی میں بہت بڑا فرق ہے۔ جیسا کہ اَہل اَدا جانتے ہیں کہ جمع شرعی کی کئی شروط ہیں جبکہ ترکیب رخلط رتلفیق اس سے خالی ہے۔

یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اس قول سے مراد خلط اور جمع شرعی میں فرق نہ کرنا ہے، چنانچہ جو شخص جمع شرعی کے طریقہ اور باریکیوں سے واقفیت حاصل کیے بغیر جمع کرتا ہے تو اس بارے میں یہی خیال کیا جائے گا کہ اس نے محض سن کر خلط قراءت کیا۔

ترکیب کی وضاحت

ترکیب کا مطلب یہ ہے کہ قاری ایک حکم یا کئی اَحکام ایک رِوایت یا قراءت سے لے اور چند اَحکام کسی اور قراءت یا رِوایت سے لے اور ان تمام کو ایک ہی بار ایک ہی اَیسی کیفیت سے پڑھے جو کسی بھی قاری یا اس کے راوی سے منقول نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکیب کی مثالوں سے وضاحت

ذیل میں ایک مثال کے ذَریعے ترکیب کی وضاحت کی جاتی ہے۔

	آیت	وجہ	مندرج
①	مآ أغنى عنه ماله وما كسب	قالون قصر فتح	دوری بصری بوجہ+سوسی
②	عنه	مکی صلہ	-
③	مآ أغنى	قالون، توسط، فتح	دوری بصری
④	مآ أغنىٰ	کسائی	خلف العاشر
⑤	مآ أغنىٰ	ورش فتحہ	-
⑥	مآ أغنىٰ	ورش تقلیل	-
⑦	مآ أغنى	حمزہ	-

مذکورہ آیت میں قاری کے لیے لازم ہے کہ وہ وَجہ پڑھنے کے لیے لفظ 'ما' سے اِعادہ کرے (وگرنہ کلام مثبت ہوجائے گا جومرادِالٰہی کے خلاف ہے) کیونکہ جمع میں عمدہ ابتداء اور معنی کی رِعایت رکھنا اِنتہائی لازمی شرط ہے۔ چنانچہ اس کیفیت میں جمع کرنا جائز ہے جب کوئی معنوی فساد، تخلیط، یا تحریف نہیں ہوگی، کیونکہ ہر وجہ بنفسھا مستقل ہے دوسری سے اسے کوئی تعلق نہیں، پھر ہر وَجہ میں آیت کے آخر پر وقف کرنا قراءت، رِوایت اور وجہ کو جدا جدا کرتا ہے۔ ہاں جمع کرتے ہوئے خلط کرنا اور اَوجہ کا ایک دوسری پر عطف ڈالنا وقف کی صورت میں عدم فصل کی حالت میں جائز ہے اور اگر آپ بات کے ذریعے ان میں فصل کردیں تو پھر ہر وجہ ایک مستقل آیت کی صورت میں ہوگی۔ اس میں کوئی ترکیب یا خلط نہیں ہوگا اور نہ ہی سامع کو معنوی فساد نظر آئے گا۔ اگر قاری مذکورہ آیت کو مندرجہ ذیل طریقے سے ترکیب سے پڑھے تو غلط ہے کیونکہ اس صورت میں، قراءت، رِوایت اور وجہ میں اَیسا خلط ہوگا جو قراء یا ان کے رواۃ سے ثابت نہیں۔

مآ أغنى	مد منفصل میں قصر کے ساتھ۔ اغنی میں امالہ
مآ أغنى	مد منفصل میں توسط کے ساتھ۔ اغنی میں تقلیل
مآ أغنى عنه	مد منفصل میں طول کے ساتھ۔ عنہ میں صلہ

مذکورہ حالات کی ترکیب اور قراءت و رِوایات کا خلط ممنوع اور غیر منقول ہے۔ اور اسی طرح اگر جمع کرنے والا لفظ 'ما' کے بغیر 'اغنی' سے اِعادہ کرتا ہے تو یعنی بعض میں ما أغنی اور بعض وجوہ میں اغنی پڑھے تو بھی ٹھیک نہیں کیونکہ معنوی فساد لازم آتا ہے۔ یہی صورت تحریف یا بطلان معنی والی ہے اس کا گناہ پڑھنے والے کے ذمہ ہوگا لہٰذا کسی کے لائق نہیں کہ وہ مہارت حاصل کیے بغیر رِوایات وقراءات کو ائمہ ورواۃ کی طرف منسوب کرکے پڑھے۔

③ یہ کہنا کہ جمع سامع کو تدبر قرآن سے دور کرتی ہے، بھی صحیح نہیں کیونکہ جب بار بار ایک آیت پڑھنے یا سننے کا موقع ملتا ہے تو تدبر کا موقع بھی زیادہ ملتا ہے اور اس کی دلیل سنت نبوی ﷺ میں موجود ہے۔

جیسا کہ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ﴿إِنْ تُعَذِّبهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار بار پڑھا۔ اسی طرح بعض صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بعض آیات کو بار بار پڑھتے تھے مثلاً ابن مسعود رضی اللہ عنہ ﴿رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ بار بار پڑھتے تھے۔ کسی آیت یا اس کے کسی حصے کو جمع کرتے ہوئے بار بار پڑھنے کی دو بڑی وجوہات ہیں۔

① مکرر پڑھنے سے زیادہ ثواب، عبرت اور خوبصورتی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اِمام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"................ وتزداد یزاد فیه تجملا"

قرآن مجید کو بار بار پڑھنا اسے مزید خوبصورت بناتا ہے۔

② اَحکام قراءات کی پختگی اور کماحقہ اَدا کی مشق کرنا۔

④ اگر اَحناف کے ہاں جمع قراءات کی کراہت کی وجہ عوام کا فتنہ میں مبتلا ہونا اور قراءاتِ صحیحہ متواترہ میں جہالت کی وجہ سے غلطی کرنا ہے۔ تو یہ بات مطلق طور پر جمع کی کراہت کے لیے صحیح نہیں کیونکہ جمع کرنا تو خاص علمی مجالس میں بھی ممکن ہے جہاں عوام موجود نہ ہوں اور ہم بھی یہی پسند کرتے ہیں کہ جمع خاص علمی مجالس میں کرنا چاہیے تاکہ جمع کے عیوب سے بھی بچا جاسکے اور عوام بھی دین کے بارہ میں غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ نیز اُن دلائل کے علاوہ مذکورہ قوی شرعی دلائل سے بھی مانعین جمع قراءات کے مؤقف کی کمزوری نمایاں ہوتی ہے۔

فریقین کے دلائل کے تجزیہ کے بعد یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ جمع قراءات میں کوئی بھی شرعی مانع موجود نہیں لہٰذا جمع شرعاً جائز ہے بلکہ اس کے کئی فوائد ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ نیز جمع قراءات سے قاری اور سامع کو بعض آیات کی تفہیم وتفسیر میں بھی آسانی ہوتی ہے مثلاً فرمانِ اِلٰہی ہے:

﴿وَ إِذَآ أَرَدْنَآ أَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيرًا﴾

"جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا اِرادہ کرتے ہیں تو اس بستی کے مالداروں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اس بستی میں فسق کرتے ہیں چنانچہ ان پر عذاب لازم ہو جاتا ہے اور ہم اُنہیں تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔" [الاسراء:۱۶]

اِس آیت میں لفظ 'أمرنا' میں دو متواتر قراءتیں ہیں۔

① 'أمرنا' یہ نافع، مکی، بصری، شامی، عاصم، حمزہ، کسائی، اَبوجعفر اور خلف العاشر رحمہم اللہ کی ہے۔

② 'ء امرنا' یہ یعقوب کی قراءت ہے۔ اس کا معنی ہے ہم نے اُنہیں بہت مال دیا لیکن اُنہوں نے اس مال کی وجہ سے گناہوں کا اِرتکاب کیا۔

نوٹ: قائلین جمع قراءات نے جمع صوتی (ریکارڈنگ) میں جمع اِفراد کو لازم قرار دیا ہے تاکہ رِوایات مختلفہ میں تخلیط نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء نے مکتوب مصحف کو ایک سے زائد قراءات پر لکھنا مکروہ خیال کیا ہے چنانچہ ریکارڈنگ (جمع صوتی) میں بالاولیٰ اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ میرے نزدیک یہ منع کرنا بہت عمدہ ہے۔ افادہ عام کے لیے ریکارڈنگ محدود پیمانے پر ہو بلکہ اَولیٰ یہی ہے کہ جمع قراءات صرف کلاسوں اور مخصوص دروس میں ہی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ